OPEN ACCESS

Kashf Journal of Multidisciplinary Research
Vol: 02 - Issue 1 (2025)
P-ISSN: 3007-1992 E-ISSN: 3007-200X
https://kjmr.com.pk

ڈرامہ "ایڈی پس ریکس" کے اردو ترجمہ میں ماحولیاتی عناصر کی عکاسی: ایک مطالعہ

A STUDY OF ECOLOGICAL ELEMENTS IN AN URDU TRANSLATION OF THE DRAMA EIDIPUS REX

مفیدہ بی بی

پی ایچ۔ڈی اردو اسکالر، شعبہ اردو زبان و ادب، فاطمہ جناح ویمن یونیورسٹی، راولپنڈی۔

ڈاکٹر فرحت جبین ورک۔

صدر نشین، شعبہ اردو زبان و ادب، فاطمہ جناح ویمن یونیورسٹی، راولپنڈی۔

Corresponding author: Mufeeda Bibi

DOI: https://doi.org/10.71146/kjmr183

Article Info

Abstract

"Oedipus Rex" is a world-renowned tragedy drama originating from Greece. In terms of tone, it is a tragedy based on the rebellion of human nature and sexual imbalance. Various studies on this play have emerged, among which social and psychological studies are the most prominent. Due to the uniqueness of the play's theme, it has been translated into several languages, including Urdu. Regarding the study of drama and translation, it appears that there has been no sound study on the environmental elements presented in the play. Based on this point, this paper presents a study on the reflection of environmental elements in an Urdu translation of the drama.

This article is an open access article distributed under the terms and conditions of the Creative Commons Attribution (CC BY) license https://creativecommons.org/licenses/by/4.0

Keywords: *Oedipus Rex, Tragedy, Greece, psychological studies, Urdu, Environmental Elements.*

ملخص:

ایڈی پس ریکس عالمی شہرت یافتہ ڈراما ہے جس کی سرزمین یونان ہے۔ مزاج کے اعتبار سے یہ المیہ ہے جس کی بنیاد انسانی فطرت کی سرکشی اور جنسی بے اعتدالی پر رکھی گئی ہے۔ اس ڈرامے کے کثیر پہلو مطالعات سامنے آچکے ہیں جن میں سماجی و نفسیاتی نوعیت کے مطالعات سرفہرست ہیں۔ ڈرامے کے موضوع کی انفرادیت کی بناپر اسے کئی زبانوں میں ترجمہ کیا گیا جن میں اردو بھی شامل ہے۔ ڈرامہ و ترجمہ کے مطالعہ کے حوالے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ تاحال ڈرامے میں موجود ماحولیاتی عناصر کا کوئی مطالعہ استوار نہیں ہوا۔ اسی نکتے کی بنیاد پر مقالہ ہذا میں ڈرامہ کے ایک اردو ترجمہ میں ماحولیاتی عناصر کی عکاسی کا مطالعہ پیش ہے۔

کلیدی الفاظ : ایڈی پس ریکس، المیہ، یونان، نفسیاتی مطالعات، اردو، ماحولیاتی عناصر۔

ماحولیات اور اس سے وابستہ دیگر اصطلاحات اور نظریات اگرچہ نئے عہد کی پیداوار ہیں تاہم قدیم یونانی تہذیب و ثقافت اور ادب میں ماحولیاتی تناظرات کو اس عہد کی فطرت پسندی اور فطرت کے مظاہر سے تعلق رکھنے والے فلسفیانہ نظریات کی صورت میں بخوبی مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔ پانچویں صدی میں یونان کی معروف اصطلاحات میں سے ایک physis ہے جس کا معنی ہے "فطرت" نیز فطرت سے متعلقہ تمام مندرجات بھی اسی اصطلاح کی ذیل میں متصور کیے جاتے تھے۔

ایڈی پس ریکس ۴۳۰ قبل مسیح سے ۴۲۶ قبل مسیح کے درمیان عملی تشکیل پانے والا ڈرامہ ہے جس نے یونانی کلاسیکی ڈرامہ کے تمام خصائص کے ساتھ المیہ کی دنیا میں نمایاں مقام حاصل کیا۔ ایڈی پس یونان کے شہر تھیبیز (Thebes) کا حکمران ہے اور اس کے شہر کو طاعون کی وبا نے آن گھیرا ہے۔ وہ اپنے شہر کو مصفا کرنے کے لیے دیوتاؤں سے رجوع کرتا ہے تو اسے جواب ملتا ہے کہ تصفیہ تب ہی ممکن ہے جب وہ اپنے شہر سے اس ملعون شخص کو نکال باہر کرے جو اپنے والد کو قتل کرنے کے بعد اپنی ہی والدہ کے ساتھ شادی شدہ زندگی گزار رہا ہے۔ ایڈی پس اس شخصِ مذکور کو تلاشنے میں لگ جاتا ہے اور ستم ظریفی یہ ہے کہ وہ شخص وہ خود ہی ہے اور اسے بات کی خبر تک نہیں۔ ایڈی پس ایسے رذیل جرائم کا ارتکاب کیونکر کرتا ہے اور اسے اپنی ذات کی حقیقت کا علم کیسے ہوتا ہے، یہی اس ڈرامہ کی کہانی ہے تاہم مقالہ ہذا میں ڈرامے کے فکری یا نفسیاتی پہلوؤں پر بات کرنا مقصود نہیں بلکہ ڈارمے کے سیٹ میں ماحولیاتی عناصر کا مطالعہ کرنا ہے نیز یہ مطالعہ براہ راست متن کا نہیں بلکہ ڈرامے کے مترجمہ متن کا ہے۔ اگرچہ مذکورہ ڈرامے کے ایک سے زائد اردو تراجم کیے گئے ہیں تاہم مقالہ ہذا کو صرف ایک ترجمہ بقلم احمد عقیل روبی تک محدود رکھا گیا ہے۔

ایڈی پس اس ڈرامے کا مرکزی کردار ہے۔ ڈرامہ کا آغاز Thebes کے شاہی محل کے سامنے ہوتا ہے۔ ایڈی پس اپنے محل کے سامنے جمع لوگوں سے استفسار کرتا ہے کہ وہ کیوں چیخ و پکار کر رہے ہیں؟ مجمعے کا نمائندہ ایک بوڑھا پادری ہے۔ ڈرامے کا ابتدائی منظر ملاحظہ ہو:

"The action takes place in Thebes in front of the royal palace. The main doors are directly facing the audience. There are altars

beside the doors. A crowd of citizens carrying branches decorated with laurel garlands and wool and led by the PRIEST has gathered in front of the altars, with some people sitting on the altar steps. OEDIPUS enters through the palace doors" (1)

ترجمہ میں منظر نگاری یوں کی گئی ہے:

"Thebes شہر کا منظر۔ ایڈی پس کا محل۔ اس کے سامنے زیوس (Zues) کا معبد خانہ ہے جس کے چبوترے پر پادری اور چند نوجوان لڑکے شاخوں کی طرح جھکے ہوئے ہیں۔ ان کے ہاتھوں میں زیتون کی شاخیں اور ہار ہیں۔ ایڈی پس ان کی آہ و زاری اور آوازیں سن کر باہر آتا ہے اور ان سے بڑے سنجیدہ اور اداس لہجے میں مخاطب ہوتا ہے۔" (2)

ترجمہ میں زیتون کی شاخوں کے ہاروں کا ذکر ملتا ہے۔ متن میں یہ مذکور laurel کی نسبت سے کیا گیا ہے۔ laurel ایک سدا بہار پودا ہے۔ قدیم یونان اور روم میں laurel کا تاج بنا کر فاتح کے سر پر پہنایا جاتا تھا اور اس نسبت سے آج بھی laurel کے لفظ سے تعظیم و تکریم کے مطالب اخذ کیے جاتے ہیں (3)۔ مترجم کا laurel کا زیتون سے تبادلہ اس ذیل میں قابل قبول ہے کیونکہ یونانی اساطیر میں زیتون کو امن کی علامت سمجھا جاتا ہے اور زیتون کی شاخ کو ایک مقدس تحفہ سمجھا جاتا ہے، گویا مترجم نے متنی ثقافت کی مناسبت سے مقامی ثقافت کا اظہار کیا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ قدیم یونان میں پودے تعظیم و تکریم کی علامت تھے اور یہی روایت مترجمہ متن کے علاقے سے بھی ثابت ہے۔

ایڈی پس محل کے دروازوں سے باہر آتا ہے۔ وہ نوجوانوں سے مخاطب ہوتے ہوئے کہتا ہے کہ Cadmus کی نسل کے نوجوان یہاں ہاتھوں میں ہار اٹھائے ایڈی پس سے کس چیز کا تقاضا کرنے کے لیے جمع ہیں؟ Cadmus نے Thebes کا شہر آباد کیا تھا اور اسی نسبت سے Thebes کے باشندوں کو Cadmus کی نسل سے تعبیر کیا جاتا تھا (4)۔ نوجوانوں کا ہاتھوں میں ہار لینا متنی تہذیب میں نباتات کی اہمیت کو اجاگر کرتا ہے۔ شہر میں ہر طرف آہ و فغاں اور کرب ناک صداؤں کا راج ہے۔ متن میں ان آوازوں کا تذکرہ ان الفاظ میں ملتا ہے:

"while the city fills with incense, chants, and cries of pain." (5)

مترجم نے ان الفاظ کا ترجمہ کچھ یوں کیا ہے:

"تمہارا شہر غصے کی بدبو اور دھوئیں سے بھرا ہوا ہے۔" (6)

یہاں ترجمہ کے الفاظ سے تعفن کا بھرپور احساس ابھر رہا ہے۔ متن و ترجمہ میں شہر کے ماحول کی بات ہو رہی ہے اور ماحول کو براہِ راست انسانی رویوں اور اعمال کے تابع قرار دیا گیا ہے۔ جب انسان اپنی حالت بدلنے پر قدرت نہیں رکھتا تو اکثر غصہ اس کے مزاج میں در آتا ہے اور متن میں ایسی ہی کیفیت کا اظہار کیا گیا ہے

کیونکہ Thebes کے لوگ لاچار اور مجبور ہیں اور اپنی ناگفتہ بہ حالت نہیں بدل سکتے۔ بے بسی کے عالم میں سامنے آنے والے ان کے تنفر اور غصے نے دھواں بن کر سارے شہر کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے۔ دھوئیں کے ذکر نے ماحول کی تباہی کے احساس کو مستزاد کر دیا ہے۔

ایڈی پس شہریوں کے پاس آتا ہے اور بوڑھے پادری کو ان کا نمائندہ مان کر اس سے تمام صورت حال دریافت کرتا ہے۔ پادری ایڈی پس سے کہتا ہے کہ یہ لوگ تکلیف کے بوجھ اور سفر کی صعوبت سے دہرے ہو گئے ہیں جبکہ کچھ ایسے بھی ہیں جن کی عمر رسیدگی نے انہیں خمیدہ کر دیا ہے۔ پادری کا کہنا ہے کہ دیوتا کے منتخب نوجوان یہاں ایڈی پس کی خدمت میں عرضی لے کر آئے ہیں جبکہ باقی لوگ محل سے باہر شہر کے بازاروں میں دیوتا کی نیاز مندی کے لیے ہار تھامے اپنی مصیبت پر ماتم کناں ہیں۔ متن میں شہر کے ان مقامات کا ذکر ملتا ہے جہاں لوگوں کا ہجوم محوِ تمنا ہے:

> "The other groups sit in the market place with suppliant sticks or else in front of Pallas' two shrines, or where Ismenus prophesies with fire" (7)

مترجم نے ان مقاماتِ آہ و فغاں کی نشاندہی ان الفاظ میں کی ہے:

> "کچھ لوگ ہاتھوں میں ہار لے کر شہر کے چوراہے پر رو رہے ہیں
>
> کچھ خانقاہوں اور قبروں پر آہ و زاری کر رہے ہیں"(8)

یعنی دیوتا بھی پھولوں اور پودوں سے بنی ہوئی مالاؤں کے دلدادہ ہیں۔ sticks کا لفظ جنگلی نباتات کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ عوام کا خداؤں کے لیے جنگلی نباتات کا تحفہ یونانی تہذیب میں نباتات کی اہمیت کی عمدہ عکاسی کرتا ہے۔ پادری ایڈی پس سے کہتا ہے کہ اس نے ایک بار پہلے بھی اس شہر کو ایک بلا کی جانب سے مسلط کیے جانے والے عذاب سے نجات دلائی تھی۔ پادری ایڈی پس کی ماضی کی خدمات کا معترف ہے اور حال میں ایڈی پس سے ان الفاظ کے ساتھ مدد طلب کرتا ہے:

> "—and yet you knew – no more than we did and had not been taught. In their stories, the people testify how, with gods' help, you gave us back our lives - So now, Oedipus, our king, most powerful in all men's eyes, we're here as suppliants, all begging you to find some help for us, either by listening to a heavenly voice, or learning from some other human being. For, in my view, men of experience provide advice which gives the best results. So now, you best of men, raise up our state. Act to consolidate your fame, for now, thanks to your eagerness in earlier days, the city celebrates you as its saviour. Don't let our memory of your ruling here declare that we were first set right again, and later fell. No. Restore our city, so that it stands

secure. In those times past you brought us joy—and with good omens, too. Be that same man today. If you're to rule as you are doing now, it's better to be king in a land of men than in a desert. An empty ship or city wall is nothing if no men share your life together there." (9)

مترجم نے اسنے توضیحی بیان کا ترجمہ ان الفاظ میں کیا ہے:

"تیری گذشتہ خدمات کے مد نظر یہ شہر تجھے پھر بلا رہا ہے۔

جن آدمیوں کو تو نے کمال بخشا تھا وہ زوال پذیر ہو گئے

جو زندہ تھے وہ مر گئے

یہ دھرتی جہاں ہم رہ رہے ہیں تباہ ہو رہی ہے۔

اور جیسا تو چاہتا ہے

زندہ انسانوں پر حکومت کر نا مردہ لوگوں پر حکومت کرنے سے کہیں بہتر ہے۔"(10)

ترجمہ میں دھرتی کی تباہی انسان اور اس کے ماحول کی تباہی ہے۔ یہ ایسی تباہی ہے جس کے زیر اثر تمدن کے نشان تک مٹ جانے کا خطرہ ہے۔ بوڑھا پادری ایڈی پس سے کہتا ہے کہ جس طرح اس نے ماضی میں ایک اجڑتے شہر کو نیک شگونی اور خوشیوں کے ساتھ از سرِ نو آباد کیا تھا اسی طرح اب بھی اس شہر کو محفوظ کر لے۔ وہ پھر سے وہی بہادر انسان بن جائے اور اس صحرا صورت شہر پر حکومت کرنے کی بجائے ایک انسانوں سے آباد شہر پر حکومت کرے۔ گویا شہری آباد کاری، ماحول کی حفاظت اور تمدن مخالف عناصر کا خاتمہ عوام کی پہلی ترجیح ہے۔ بوڑھے پادری کے طویل مکالمے کے اختتام میں ایڈی پس میں کہتا ہے:

"My poor children, I know why you have come— I am not ignorant of what you yearn for. For I well know that you are ill, and yet, sick as you are, there is not one of you whose illness equals mine. Your agony comes to each one of you as his alone, a special pain for him and no one else. But the soul inside me sorrows for myself, and for the city, and for you—all together. You are not rousing me from a deep sleep. You must know I've been shedding many tears and, in my wandering thoughts, exploring many pathways. After a careful search I followed up the one thing I could find and acted on it. So I have sent away

> my brother-in-law, son of Menoeceus, Creon, to Pythian Apollo’s shrine, to learn from him what I might do or say to save our city. But when I count the days— the time he’s been away— I now worry what he’s doing. For he’s been gone too long, well past the time he should have taken. But when he comes, I’ll be a wicked man if I do not act on all the god reveals."(11)

مترجم نے اس مکالمے کا ترجمہ ان الفاظ میں کیا ہے:

> "میرے روتے اور کراہتے بچو! مجھے پتہ ہے کہ تم پلیگ اور وبا سے تباہ ہو رہے ہو۔ میں جانتا ہوں ہر آدمی اپنے دکھ پر رو رہا ہے اور میں اس دھرتی کے دکھ پر رو رہا ہوں۔ میں تمہارے لیے اشک بار ہوں لیکن میں روتے ہوئے بھی دھرتی کی بھلائی اور اسے بچانے کی کوئی راہ تلاش کر رہا ہوں۔ میں نے اپنی بیوی Jocasta کے بھائی اور اپنے سالے Creon کو Pythian بھیجا ہے تاکہ کوئی عمل اور اشلوک لائے جو اس دھرتی کو بچانے میں مددگار ثابت ہو۔ دیکھیں دیوتا کیا کہتے ہیں۔"(12)

یعنی ایڈی پس کے لیے اپنے شہر کی بقا مقدم ہے۔ ایڈی پس کا کہنا ہے کہ کسی کا دکھ ایڈی پس کے دکھ کے برابر نہیں کیونکہ شہریوں میں سے ہر ایک صرف اپنے دکھ پر رو رہا ہے جبکہ ایڈی پس کی روح میں تین دکھ حلول کر گئے ہیں، ایک دکھ شہریوں کی بیماری کا، دوسرا دکھ شہر کی تباہی کا اور تیسرا دکھ خود اس کی اپنی ذات کا دکھ ہے۔ پلیگ جیسی وبا کا براہِ راست تعلق ماحول کی خرابی سے ہوتا ہے جس کے لیے ریاست کا سربراہ بجائے خود فکر مند ہے۔ ریاست کی تباہی خود اس کی اپنی تباہی ہے۔ ایڈی پس بہت سوچ بچار کے بعد اپنے سالے کریون کو اپالو کے مزار پر بھیجتا ہے۔ ایڈی پس نے کریون کے ہاتھوں دیوتا سے وہ وظائف منگوائے ہیں جن کو پڑھ کر وہ اپنے شہر کو تکلیف سے نجات دلوا سکتا ہے۔ مترجم نے ترجمہ میں ان وظائف کے لیے محض وظیفوں کی بجائے ترجمہ کی تہذیب سے "اشلوک" کا مقامی لفظ منتخب کیا ہے اور مقامی ثقافت کے اظہار سے متنی ثقافت کا مدعا بیان کیا ہے۔ ایڈی پاس اپالو دیوتا سے دعا کرتا ہے کہ کریون کوئی اچھی خبر ہی لائے۔ اگلے منظر میں گلوکاروں کا طائفہ (Chorus) نمودار ہوتا ہے۔ گیت میں دیوتاؤں سے نیاز مندی کا اظہار کرتے ہوئے انہیں مدد کے لیے پکارا جا رہا ہے۔ شہر کی زندگی عذاب بن چکی ہے اور فرار کی کوئی راہ نظر نہیں آتی۔ مایوسی اور نا امیدی نے ہر طرف ڈیرے ڈال رکھے ہیں۔ اب تو یہ حال ہے کہ:

> "Now the offspring of our splendid earth no longer grow, nor do our women crying out in labour get their relief from a living new-born child. As you can see—one by one they swoop away, off to the shores of the evening god, like birds faster than fire which no one can resist." (13)

ترجمہ میں اس خیال کی پیشکش قاری کو اسی درد سے آشنا کرتی ہے جس سے اس وقت تباہ کن شہر کے باسی دوچار ہیں:

"اس دھرتی کی زمین سے کوئی پھل نہیں نکلتا

کوئی بچہ جنم نہیں لیتا

کوئی عورت دردِ زہ میں مبتلا نہیں ہوتی

زندگی پرندوں کے پروں کی طرح پھڑ پھڑاتی

آگ کی طرح پھیلتی

مغرب کی سرحدوں (موت کی وادی) کی طرف بڑھ رہی ہے۔"(14)

مذکورہ بالا حوالہ ماحول کی تباہ کاری کا چیخ چیخ کر اعلان کر رہا ہے جس کی لپیٹ میں حیوان یا نباتات ہی نہیں بلکہ انسان بھی آ چکے ہیں۔ بنجر زمین پر کوئی نسل پروان نہیں چڑھتی، نو آمدہ بچے دنیا کی روشنی سے واقف ہونے سے قبل ہی موت کے تاریک غار میں چلے جاتے ہیں۔ کوئی عورت بچہ پیدا کرنے کی تکلیف نہیں اٹھاتی اور نہ ہی اس سکون کی کیفیت سے آشنا ہوتی ہے جو بچے کی پیدائش کے بعد عورت کے حصے میں آتا ہے۔ وہ تکلیف کے اس لمحے کی آمد سے قبل ہی تسکین کے پھل کا ذائقہ چکھے بغیر اپنا بچہ اپنی کوکھ میں سنبھالے بوجہ وبا موت کے سفر پر روانہ ہو جاتی ہے۔ زندگی کسی نحیف پرندے کا پر ہو گئی ہے جو اپنی فطرت کے عین مطابق کھلی فضاؤں میں پرواز کا متمنی ہے لیکن ضعف جانی اس کی اڑان میں مانع ہے۔ shores of the evening god کے مقابل مغرب کی سرحدوں کا ذکر بھی خوب ہے کہ جہاں شہر کی زندگی سورج کے زیرِ سایہ ایام پُر اکرام گزارنے کے بعد اب سورج کے ساتھ ہی اپنی شام کی طرف رواں ہے۔ مترجم نے جاذب الفاظ و دلکش انداز میں گیت کے اس حصے کی عکاسی اس طرح کی ہے کہ متن و ترجمہ کی کیفیات قاری کی ذاتی کیفیات معلوم ہونے لگتی ہیں اور قاری کے ہاں بھی وہی درد جنم لینے لگتا ہے جو اجڑتے شہر کے باسیوں کا درد ہے۔ شہر اجڑ رہا ہے، لوگ مر رہے ہیں، لاشیں بکھری ہوئی ہیں، ہر طرف تعفن ہے، گھٹن ہے، مایوسی ہے، آہ و زاری ہے۔ متن کا ماحول پوری طرح ترجمہ میں رچا ہوا محسوس ہوتا ہے۔

بادشاہ کی بیوی جوکاسٹا نے دیوتاؤں کی نذر کرنے کے لیے ہاتھوں میں پھولوں کے ہار اٹھا رکھے ہیں۔ وہ دیوتا سے مخاطب ہو کر کہتی ہے کہ ایڈی پس سخت ذہنی اذیت میں مبتلا ہے، خوف اور وسوسوں نے اس کی حالت غیر کر رکھی ہے اور وہ کسی کی بات سننے کے قابل نہیں۔ ایسے میں جوکاسٹا اپالو سے التجا کرتی ہے کہ وہ یہ پھولوں کے ہار قبول کرتے ہوئے ایڈی پس کی پریشانی دور کر دے اور انہیں اس عذاب سے نجات دلائے۔ جوکاسٹا کے ہاتھوں میں پھولوں کے ہار ایک بار پھر قدیم یونان میں نباتات کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہیں۔

ایڈی پس آتا ہے تو جوکاسٹا اسے کارنتھ سے آنے والی خبر سناتی ہے۔ ایڈی پس خود پیغام بر سے تمام بات معلوم کرتا ہے تو اسے پتہ چلتا ہے کہ پولی بس کی موت بیماری اور بڑھاپے کی وجہ سے ہوئی ہے۔ ایڈی پس یہ سن کر یکدم پر سکون ہو جاتا ہے اور اس کے تمام واہمے ختم ہو جاتے ہیں۔ پیغام بر جوکاسٹا اور ایڈی پس کی گفتگو کے تناظر میں ایڈی پس سے پوچھتا ہے کہ وہ کس عورت کے وجود سے خائف ہے اور خوف کی وجہ کیا ہے۔ ایڈی پس جواب دیتا ہے کہ وہ پولی بس کی بیوی اور اپنی

ماں میروپی کے وجود سے خائف ہے کیونکہ دیوتا کے فرمان کے مطابق وہ اپنے باپ کے قتل کا ارتکاب کر کے اپنی ماں کو زوجیت میں رکھے گا اور یہی وہ خوف ہے جس کی وجہ سے ایڈی پس نے کارنتھ کو خیر باد کہہ دیا تھا۔ پیغام بر ایڈی پس کی بات سن کر اسے کہتا ہے کہ اسے میروپی کے وجود سے خائف ہونے کی ضرورت نہیں کیونکہ پولی بس اور میروپی سے اس کا کوئی خونی رشتہ نہیں ہے بلکہ اسی پیغام بر نے اپنے ہاتھوں سے ایڈی پس کے وجود کو ان دونوں کے حوالے کیا تھا۔ پیغام بر کی یہ بات ایڈی پس کا سکون لوٹنے کے لیے کافی ہو رہتی ہے اور وہ ایک بار پھر اپنے وجود کی حقیقت کھوجنے میں لگ جاتا ہے۔ ایڈی پس کے استفسار پر پیغام بر اسے بتاتا ہے کہ وہ اسے Cithaeron کے پہاڑی جنگل میں ملا تھا جہاں وہ بکریاں چراتا تھا۔ ایڈی پس اس سے ثبوت مانگتا ہے کہ کیا واقعی اسے ملنے والا بچہ ایڈی پس ہی ہے تو وہ جواب دیتا ہے کہ اپنے گھٹنے پر زخم کا نشان دیکھ کر تصدیق کر سکتا ہے اور واقعی ایڈی پس کے گھٹنے پر وہ زخم موجود ہوتا ہے۔ پیغام بر نے ایڈی پس کو رسیوں سے آزاد کر کے پولی بس اور میروپی کے حوالے کیا تھا۔ ایڈی پس پوچھتا ہے کہ اسے اس کے اصل ماں باپ نے یا کسی اور شخص نے پیغام بر کے حوالے کیا تھا تو اسے جواب ملتا ہے کہ مقتول بادشاہ لیوس کے ایک چرواہے نے ایڈی پس کو اس کے حوالے کیا تھا۔ ایڈی پس وہاں موجود لوگوں سے اس چرواہے کا اتا پتا پوچھتا ہے تو نمائندہ گلوکار کہتا ہے کہ جوکاسٹا اس کا جواب بہتر طور پر دے سکتی ہے۔ اس تمام منظر میں پہاڑی اور جنگلی ماحول کی عکاسی کی گئی ہے۔ ایسے علاقوں سے وابستہ افراد عموماً شفیق القلب اور کورانہ بصیرت کے مالک ہوتے ہیں اور یہ اوصاف مذکورہ کرداروں کی گفتگو، اعمال اور سوچ سے بخوبی مترشح ہیں۔ گویا یہ کہا جا سکتا ہے کہ ماحول کسی شخص کے اعمال و گفتار اور افکار پر براہِ راست اثر انداز ہوتا ہے۔

ان مناظر کے بعد گیت شروع ہوتا ہے۔ گیت کے الفاظ میں Cithaeron کی پہاڑیوں اور دیوتاؤں سے التجا کی جاتی ہے کہ وہ ایڈی پس کے نام و نسب کا خیال رکھیں۔ گیت کے الفاظ میں ایک خوش فہمی موجود ہے کہ شاید ایڈی پس ان دیویوں میں سے کسی ایک کی اولاد ہے جو پہاڑی دیوتا PAN کی سنگت میں اٹکھیلیاں کرتی ہیں۔ شاید وہ عیش و نشاط کے دیوتا Bacchus کی اولاد ہے۔ شاید اس کا نسب cyllene نامی پہاڑی جل پری سے ملتا ہے۔ شاید اسے helicon پہاڑی کی جل پری نے زمین کو ودیعت کیا ہے۔ مترجم نے گیت نگار کی ان تمام خوش فہمیوں کو ترجمہ میں پوری جزئیات کے ساتھ جگہ دی ہے جس سے ایک طرف گیت کے الفاظ میں ایڈی پس کی جاں خلاصی کی پنپتی خواہش پوری شدت کے ساتھ قاری پر منکشف ہوتی ہے اور دوسری طرف یونانی دیوتاؤں سے وابستہ ماحولیاتی تناظرات کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔

چرواہے کی آمد ہوتی ہے۔ چرواہے اور پیغام بر کی گفتگو کے تناظر میں وقت کی پاتال سے یہ حقیقت منظرِ عام پر لائی جاتی ہے کہ ایڈی پس ہی وہ بدنصیب شخص ہے جسے جوکاسٹا اور لیوس نے چرواہے کے حوالے کیا تھا تاکہ وہ اسے مار ڈالے لیکن چرواہے نے اسے قتل کرنے کی بجائے اسے مذکورہ بالا پیغام بر کے حوالے کر دیا تھا تاکہ وہ یہاں سے دور وطن میں ہی سہی لیکن زندہ تو رہے۔ ایڈی پس یہ سن کر غم و غصے کی حالت میں محل میں چلا جاتا ہے۔ اگلے منظر میں گیت شروع ہوتا ہے جس میں ماتم کیا جاتا ہے۔ شاہی محل گناہوں کے بارے اس قدر متعفن ہو چکا ہے کہ Phasis اور Ister کے دریا بھی اپنی لہروں سے اس تعفن اور غلاظت کو ختم نہیں کر سکتے۔ دریاؤں کا یہ ذکر اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یونانی تہذیب و تمدن میں قدرتی ماحولیاتی مظاہر بشمول دریا خصوصی مقام رکھتے ہیں۔ اسی اثنا میں جوکاسٹا کی موت کی خبر آتی ہے۔ یہ وہی لمحہ ہوتا ہے جب ایڈی پس اپنی حقیقت جان کر محل میں داخل ہوتا ہے اور وہ ملازمین سے تلوار طلب کرتے ہوئے جوکاسٹا کو تلاش کرتا ہے۔ دیوتا ایڈی پس پر ایک مہربانی کرتے ہیں کہ اسے جوکاسٹا سے لڑنے کا موقع نہیں دیتے اور اس سے قبل ہی جوکاسٹا کی موت ہو جاتی ہے۔ ایڈ پس کے

لیے یہ ایک اور گھاؤ ہے جسے وہ فوری طور پر برداشت کرنے کا متحمل نہیں۔ وہ جوکاسٹا کی لاش کو زمین پر پھیلا کر اس کے لباس سے آرائشی سوئیاں الگ کرتا ہے اور ان سوئیوں سے اپنی آنکھیں پھوڑ ڈالتا ہے۔ڈرامے کا مرکزی خیال اگرچہ المیہ ہے تاہم ڈرامے کے سیٹ میں ماحولیاتی مظاہر کو خصوصی دخل ہے۔ ترجمہ میں ان ماحولیاتی مظاہر کی بخوبی عکاسی کی گئی ہے اور یوں ترجمہ میں شامل محاکات کے توسط سے ہدف زبان کا قاری بھی یونان کے قدرتی نقوش سے واقفیت حاصل کر لیتا ہے۔ خاص طور پر ڈرامہ میں مذکور laureal کی شاخوں سے بنے ہاروں کو تعظیم کے لیے استعمال کرنے کی روایت اس قدر مقبول ہوئی کہ اسے دیگر ممالک نے بھی اپنایا۔ انگلینڈ اور امریکہ میں اس روایت کا حوالہ ملاحظہ ہو:

> "**poet laureate**, title first granted in England in the 17th century for poetic excellence. Its holder is a salaried member of the British royal household, but the post has come to be free of specific poetic duties. In the United States, a similar position was created in 1936. The title of the office stems from a tradition, dating to the earliest Greek and Roman times, of honouring achievement with a crown of laurel, a tree sacred to Apollo, patron of poets." (15)

یعنی برطانیہ اور امریکہ نے یہ روایت قدیم یونان اور روم سے مستعار لی ہے اور یہ امر خوش آئند ہے کہ ایک قدرتی ماحولیاتی عنصر کو اس قدر اہمیت دی جائے تاہم جدید عہد میں قدرتی ماحولیاتی عناصر کی اہمیت کارپوریٹ عنصر کے پسِ پشت جا چکی ہے۔ ادب ماحولیاتی احیا کی ترغیب کا باعث بن سکتا ہے پس یہ کہا جا سکتا ہے کہ ایسے متون کے تراجم اس ضمن میں اہم ہیں جن میں ماحولیاتی عناصر کی اہمیت کو مقدم رکھا گیا ہو اور اس طرح ڈرامہ "ایڈی پس ریکس" کا ترجمہ بھی اس سلسلے کی اہم کڑی ہے۔

حوالہ جات

1. Sophocles. Oedipus the King. Translated by : Ian Johnston. Malaspina University-College, 2004. Pg: 2

2۔ دو یونانی ڈرامے (ایڈی پس ریکس از سوفوکلیز، میڈیا از یوری پیڈیز)، احمد عقیل روبی (مترجم)۔ نیشنل اکیڈمی آف پرفارمنگ آرٹس کراچی۔ پاکستان۔ ۲۰۱۲۔ ص: ۷

3. https://www.dictionary.com/browse/laurel

4. Sophocles. Oedipus the King. Ibid, pg:2

5. Sophocles. Oedipus the King. Ibid, pg:2

6۔ دو یونانی ڈرامے، احمد عقیل روبی، محولہ بالا، ص: ۷

7. Sophocles. Oedipus the King. Ibid, pg:2

8۔ دو یونانی ڈرامے، احمد عقیل روبی، محولہ بالا، ص: ۸

9. Sophocles. Oedipus the King. Ibid, pg:2, 3

10۔ دو یونانی ڈرامے، احمد عقیل روبی، محولہ بالا، ص: ۹

11. Sophocles. Oedipus the King. Ibid, pg: 3

12۔ دو یونانی ڈرامے،احمد عقیل روبی، محولہ بالا، ص:۹

13. Sophocles. Oedipus the King. Ibid, pg:6

14۔دو یونانی ڈرامے،احمد عقیل روبی، محولہ بالا، ص ۱۴

15. https://www.britannica.com/art/poet-laureate

References in Roman/English:

1. Sophocles. Oedipus the King. Translated by: Ian Johnston. Malaspina University-College, 2004. P:2
2. Dau Yunani Drame (Oedipus Rex by Sophocles, Media by Euripides), Ahmad Aqil Ruby (Trasnlator). National Academy of Performing Arts Karachi-Pakistan. 2012. P:7
3. https://www.dictionary.com/browse/laurel
4. Sophocles. Oedipus the King. Ibid, P: 2
5. Sophocles. Oedipus the King. Ibid, P: 2
6. Dau Yunani Drame, Ahmad Aqil Ruby, P: 7
7. Sophocles. Oedipus the King. Ibid, P: 2
8. Dau Yunani Drame, Ahmad Aqil Ruby, P: 8
9. Sophocles. Oedipus the King. Ibid, P: 2, 3
10. Dau Yunani Drame, Ahmad Aqil Ruby, P: 9
11. Sophocles. Oedipus the King. Ibid, P: 3
12. Dau Yunani Drame, Ahmad Aqil Ruby, P: 9
13. Sophocles. Oedipus the King. Ibid, P: 6
14. Dau Yunani Drame, Ahmad Aqil Ruby, P:14
15. https://www.britannica.com/art/poet-laureate